سید عطاء المنان بخاری

امامِ مظلوم، شہیدِ مدینہ، خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین

سیدنا عثمان سلام اللہ ورضوانہٗ علیہ

امیر المؤمنین، امام ثالث، عادل وراشد وبرحق، پیکرِ حیا، ذوالہجرتین، ذوالنورین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے تیسرے خلیفۂ راشد تھے۔

نام ونسب:

والد کی طرف سے آپ کا نسب اس طرح ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ پانچویں پشت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد عبد مناف سے جا ملتے ہیں۔ (۱) والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے۔ اَروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ والدہ کی طرف سے بھی آپ پانچویں پشت میں عبد مناف تک پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتے ہیں۔ (۲)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی سیدہ ام الحکیم البیضاء، خواجہ عبد المطلب کی بیٹی، حضرت عبد اللہ کی سگی بہن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی تھیں۔ یعنی سیدنا عثمان کی والدہ ''اَروٰی'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اس نسبت سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے ہیں۔ (۳) والد عفان حالتِ کفر میں انتقال کر گئے۔ لیکن والدہ سیدہ اَروٰی نے اسلام قبول کیا اور اپنے بیٹے عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ (۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئیں اس نسبت سے ''ذوالنورین'' کا لقب ملا۔ (۵)

پہلا خطبۂ خلافت:

سیف بن عمر نے بدر بن عثمان سے ان کے چچا کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جب اہل شوریٰ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو آپ باہر آئے۔ آپ نے منبر نبوی کے پاس آ کر منصب خلافت سنبھالنے کے بعد لوگوں سے پہلا خطاب کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منبر کے سرے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کی آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور فرمایا:

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۳، (۲) انساب الاشراف، ج ۵، ص ۱، (۳) اسد الغابہ، ج ۵، ص ۱۹۱، (۴) طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۶۶، انساب الاشراف، ج ۵، ص ۱، (۵) الاصابہ، ج ۲، ص ۴۵۵

''تم ایک قلعہ اور عمر کے بقیہ حصہ میں ہو، پس تم مقدور بھر اپنی موتوں کی طرف بھلائی کے ساتھ سبقت کرو۔ تم صبح ومسا کے لیے آئے ہو۔ آگاہ رہو! دنیا دھوکے پر مشتمل ہے پس دنیاوی زندگی تم کو دھوکہ نہ دے اور نہ اللہ کے بارے میں دھوکہ دے۔ جو لوگ گزر چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو پھر کوشش کرو اور غافل نہ بنو۔ دنیا کے وہ بھائی بند کہاں ہیں جنھوں نے اسے پھاڑا اور آباد کیا اور طویل عرصہ تک اس سے فائدہ اٹھایا۔ کیا اس نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ دنیا کو وہاں پھینکو جہاں اسے اللہ نے پھینکا ہے اور آخرت کو طلب کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کی بہتر مثال بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا. اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (سورۃ الکھف،۴۵)

''اے نبی ان کے سامنے دنیاوی زندگی کی مثال بیان کرو جو اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور اس سے زمین کی روئیدگی مل جل گئی اور وہ چورا ہوگئی جسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک بہتر ثواب اور بہتر امید کا باعث ہیں۔'' (تاریخ ابنِ کثیر (اردو): جلد ۷، صفحہ ۲۹۳، ۲۹۵، نفیس اکیڈمی، کراچی)

آپ کی خلافت کا عرصہ تقریباً بارہ برس ہے۔ جس میں چھے سال تو اسلامی سلطنت کی فتوحات اور عروج کے تھے جن میں ابتداء کچھ پریشانیوں اور بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس سب کے باوجود اپنے پیش رو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ادوار کی مثل بہت پر امن رہے۔ لیکن آخری چھے سال بہت بھاری رہے جن میں عبداللہ ابن سبا یمنی یہودی اور اس کی ذریۃ البغایا نے سازشیں کیں جن کا مرکز کوفہ، بصرہ اور مصر کو بنایا۔ مختلف اوقات میں باری باری مدینہ پر تین مرتبہ یورش کی ہر مرتبہ امام مظلوم نے قتل وغارت گری سے گریز کیا۔ لیکن آخری حملہ بہت سخت تھا کہ بلوائی پہلے اپنے مطالبات منظور کروا کر معاملہ ختم کر گئے۔ جب صحابہ مطمئن ہو کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان سے دفاعی پوزیشن ختم کر کے اپنے گھروں کو لوٹے تو سازشیوں کو اس موقع کا انتظار تھا انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور خلافت اسلامیہ کے سقوط کی ٹھان لی۔ مدینہ میں داخل ہوگئے حتیٰ کہ امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصر خلافت تک پہنچ گئے۔ حج کا موسم تھا مدینہ میں لوگ کم تھے باغیوں نے سوچا کہ لوگوں کے آنے سے پہلے ہی اپنا منصوبہ مکمل کر لیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک گشتی مراسلہ مختلف شہروں کے لوگوں کے پاس بھیجا جو کہ وہاں پر سنایا گیا جس کے بعد لوگوں میں بڑا جوش پایا گیا شام سے سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے حبیب بن مسلمہ الفہری کو، مصر سے عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو اور اہل کوفہ کی طرف سے قعقاع بن عمرو اپنے فوجی دستوں کے ساتھ نکلے۔ کوفہ، بصرہ، مصر میں موجود تمام صحابہ وتابعین جانا چاہتے تھے لیکن جب امراء اپنی فوجوں کے ساتھ نکل پڑے تو انہوں نے ارادہ فسخ کر دیا۔ باغی گروہ ایک ماہ سیدنا عثمان رضی

اللہ عنہ کے گھر کے باہر پڑاؤ ڈالے رہا۔ ابتداء میں تو آپ کو مسجد جانے کی اجازت بھی تھی لیکن بعد میں اس سے بھی آپ کو روک دیا گیا اور گھر میں ہی مقید کر دیا۔

شہادت سے قبل آخری خطبہ:

ایک روز اتمام حجت کے لیے آپ نے بالائے بام سے باغیوں سے خطاب کیا اور فرمایا

''میں تم لوگوں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ کہو کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بئر رومہ خرید کر اس کا پانی تمام مسلمانوں کے لیے وقف نہیں کر دیا تھا؟ سب نے کہا، ہاں! پھر فرمایا: مسجد نبوی تنگ تھی اس میں سب نمازی نہیں سما سکتے تھے تو کیا میں نے اس کی ملحقہ زمین خرید کر اس کی توسیع نہیں کی؟ سب نے کہا ہاں! پھر فرمایا: جب جیش عسرہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی اپیل کی تو کیا اس وقت میں نے جیش عسرہ کی مکمل تیاری کا بندوبست نہیں کیا تھا؟ اور کیا اس پر مسرور ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جنت کی بشارت نہیں دی تھی؟ سب ایک آواز ہو کر بولے ہاں! حضرت عثمان نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ تو گواہ رہ۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ جب حراء پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور میں ہم تینوں کھڑے تھے اور پہاڑ لرزنے لگا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے حراء ٹھہر! اس وقت تیری پشت پر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور ایک شہید ہے۔ حضرت عثمان نے زور دے کر پوچھا، لوگو بتاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا، سب نے بیک آواز کہا ہاں بیشک۔ (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، صفحہ ۵۳۶ تا ۵۴۳)

لیکن ختم اللہ کی مہر شقاوت ان پر ثبت کر دی گئی تھی اور نار جہنم ان کے استقبال کے لیے منتظر تھی۔ آپ کے خطبے کے بعد بھی وہ اپنے موقف پر قائم تھے کہ یا تو خلافت سے دستبردار ہوں ورنہ قتل کر دیے جائیں۔ اس صورتحال میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے کبار اور دیگر جاں نثار صحابہ نے باغیوں کے مقابلے کی اجازت طلب کی جس سے امیر المؤمنین نے منع فرما دیا۔ سیدنا زید بن ثابت آپ کے پاس آئے اور یہاں تک عرض کی ''انصار دروازہ پر حاضر ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ انصار بننے کے لیے حاضر ہیں۔'' امام مظلوم نے فرمایا ''اگر مقصد جنگ کرنا ہے تو میں اجازت نہیں دوں گا۔'' حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ آپ امام وقت ہیں اس وقت جو صورتحال ہے اس کے پیش نظر تین صورتیں ہیں کوئی ایک اختیار فرما لیں

(۱) آپ کے پاس طاقت ہے آپ دشمنوں کا مقابلہ کیجیے۔

(۲) کاشانۂ خلافت کے عقب میں ایک دروازہ بنا دیتے ہیں وہاں سے نکل کر مکہ روانہ ہو جائیں باغی حرم میں جنگ نہ کریں گے۔

(۳) عقبی دروازہ سے نکل کر شام چلیے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور شام کے لوگ وفادار بھی ہیں۔

لیکن امام تینوں صورتوں میں سے کسی پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا:

''میں مقابلہ نہیں کروں گا کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پہلا خلیفہ بننا گوارہ نہیں کر سکتا جس کے ہاتھوں

امت میں خوں ریزی کا آغاز ہوا ہو۔ میں مکہ بھی نہیں جاؤں گا کیوں کہ یہ خیرہ سر وہاں بھی خوں ریزی سے باز نہ آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے کہ قریش کا ایک شخص مکہ کی حرمت اٹھائے گا میں وہ شخص بننا برداشت نہیں کرسکتا۔ رہاں شام جانا! تو وہاں کے لوگ ضرور وفادار ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں ہیں لیکن جوارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دارالہجرت سے جدائی اور دوری کس طرح منظور کرسکتا ہوں''

حج کے دن ختم ہونے کے قریب ہوتے جا رہے تھے اور باغی محاصرہ تنگ کر رہے تھے یہاں تک کہ اب تو باہر کے کسی آدمی کو کاشانۂ خلافت میں بھی نہیں جانے دیا جارہا تھا اور امام مظلوم کا پانی بھی بند کردیا گیا تھا۔ اب جتنا وقت گزرتا جارہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے باعث سیدنا عثمان کو اپنی شہادت کا یقین ہوتا جاتا تھا اور آپ نے اس کی تیاری شروع کردی تھی چنانچہ جس دن واقعۂ شہادت پیش آیا ہے وہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ روزہ سے تھے اسی حال میں غشی کی سی کیفیت ہوگئی جب اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ میں نے نیم خوابی کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عثمان آج کا روزہ تم ہمارے ساتھ افطار کرنا۔ آپ نے اس روز بیس غلام بھی آزاد کیے اور ایک پائجامہ جو آپ نے کبھی استعمال نہیں کیا تھا اسے زیب تن فرمایا اور اپنے رب کے حضور پیش ہونے کی تیاری مکمل کرلی۔

''امام مظلوم اپنے جاں نثاروں کو تاکیداً ہتھیار اٹھانے سے منع کر ہی چکے تھے لیکن باغیوں نے کمک کے قریب آنے کی خبر سنی تو غصہ سے بدحواس ہوگئے۔ کاشانۂ خلافت کے دروازہ کی طرف بڑھے اور آگ لگادی۔ اندر جو حضرات موجود تھے وہ باہر نکل آئے اور طرفین میں سخت نبرد آزمائی ہوئی۔ جس میں سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا مروان ابن الحکم رضی اللہ عنہما کو شدید زخم پہنچے۔ کاشانۂ خلافت کے پڑوس میں عمرو ابن حزم کا مکان تھا اس مکان کی ایک کھڑکی امام مظلوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں کھلتی تھی۔ طرفین میں نبرد آزمائی ہو رہی تھی کہ محمد بن ابی بکر اور چند ساتھی اس کھڑکی میں سے چھلانگ لگا کر کاشانۂ خلافت میں گھس آئے۔ امام روزے کی حالت میں تھے عصر کے بعد کا وقت تھا آپ کی بیوی سیدہ نائلہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ موت سامنے تھی اور آپ کے سامنے قرآن مجید کھلا تھا آپ تلاوت کر رہے تھے۔ اسی عالم میں محمد بن ابی بکر نے لپک کر امیر المؤمنین کی داڑھی مبارک پکڑی اور حد درجہ بدکلامی کی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھتیجے! داڑھی چھوڑ دے اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتا۔ محمد بن ابی بکر بولا میں تو آپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ کرنے والا ہوں۔ اس نے یہ کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر امیر المؤمنین کی پیشانی میں پیوست کردیا۔ پیشانی سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا جس سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ امیر المؤمنین کی زبان سے بے ساختہ نکلا بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ اور آپ بائیں کروٹ ہوگئے۔ قرآن مجید آپ کے سامنے کھلا تھا اور سورۃ بقر کی تلاوت کر رہے تھے۔ پیشانی سے نکل کر خون ڈاڑھی پر آیا اور ٹپکنے لگا تو قرآن مجید پر بھی بہنے لگا یہاں تک کہ اس آیت

فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم پر پہنچ کرخون رک گیااورقرآن بند ہوگیا۔اسی اثنا میں کنانہ بن بشر بن عتاب نے لوہے کی ایک لاٹ اس زور سے ماری کہ عثمان ذوالنورین تیوراء کے پہلو کے بل گر پڑے۔اب سودان بن حمران نے تلوار کا وار کیا اور عمرو بن الحمق نے سینہ پر بیٹھ کر نیزہ سے مسلسل کئی بار حملے کیے تو عالم اچانک تیرہ وتار ہوگیا اور حلم وحیا کے چمنستان میں خاک اڑنے لگی یعنی خلیفۂ ثالث، راشدو عادل امام مظلوم امیر المؤمنین سیدنا عثمان ذوالنورین سلام اللہ ورضوانہ علیہ کی روح پُرفتوح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔اناللہ واناالیہ راجعون۔آپ کی بیوی سیدہ نائلہ نے آپ پر جھک کرسودان بن حمران کی تلوار کا وار ہتھیلی پر لیا تو انگلیاں اڑ گئیں اس کے بعد گھر میں غارت گری شروع کردی جس کے ہاتھ جو چیز آئی لے کر چل دیے۔'' (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۲)

یہ عظیم حادثہ جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان ۱۸؍ ذوالحجہ ۳۵ ھ کو پیش آیا۔ باغیوں کا خوف وہراس پورے شہر میں پھیلا ہوا تھا جس سے لوگ گھروں میں چھپے ہوئے تھے اور یہاں امام کے جسد اطہر کی تدفین کا مرحلہ درپیش تھا۔اللہ اکبر کیا وقت تھا کہ امام عالی مقام جن کی حکومت وخلافت کل تک مراکش سے کابل تک تھی آج انہی کے جسد اطہر کے لیے دوگز زمین کا حاصل کرنا بھی مشکل تھا۔آپ کے جنازے میں سترہ آدمی تھے جن میں آپ کی دونوں بیویاں سیدہ نائلہ اور سیدہ ام البنین بنت عیینہ بھی شامل تھیں۔ایک روایت کے مطابق جنازہ میں صرف چار آدمی تھے جن کے نام یہ ہیں جبیر بن مطعمؓ، حکیم بن حزامؓ، ابوجہم بن حذیفہ اور نیار بن مکرم الاسلمی۔ یہ حضرات جنازہ کو بقیع شریف کی طرف لائے جبیر بن مطعمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے پہلو میں حشِ کوکب نام کا ایک نخلستان تھا جو خود حضرت عثمان کی ملکیت تھا اس میں جامۂ شہادت کے ساتھ جسد اطہر کو سپرد خاک کردیا گیا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ آئے تو بقیع اور حش کوکب کے درمیان جو دیوار حائل تھی آپ نے وہ دیوار گرا کے حش کوکب کو بقیع کا ایک جز بنا دیا۔صحیح روایت کے مطابق جمعہ کے دن عصر کے بعد شہادت ہوئی تھی اور اس کے بعد ہفتہ کی شب میں تدفین ہوئی۔

ماہانہ مجلس ذکرواصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
30 اکتوبر 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِبنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکرواصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِبنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961